عربی شاعری و خیالات کا اثر پروفنسا اطالیہ کی شاعری پر

از
جناب ڈاکٹر محمد احمد صاحب صدیقی
(پروفیسر یونی ورسٹی الہ آباد)

(۲)

اس میں شاعر ایک پہاڑ پر جاکر خاموش کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کے اوپر کبھی نیلے آسمان کو دیکھتا ہے اور کبھی اس کے نیچے بہتے ہوئے دریا پر نظر ڈالتا ہے موجوں کی تھپیڑوں کی آواز، ہواؤں کے جھونکوں کی سنسناہٹ اور کبھی خشکی اور دریا کی مخلوط آواز کو سنتا ہے ان دونوں آوازوں کو ملأ اعلیٰ کی طرف جاتے ہوئے محسوس کرتا ہے جو آواز دریا سے نکل کر جاتی ہے اس میں فرحت و سرور پاتا ہے اور جو آواز خشکی سے پیدا ہوتی ہے اس میں حزن و ملال، رنج و الم کی آمیزش پاتا ہے امواج کی آواز کو حمد باری کی تسبیح سمجھتا ہے اور خشکی کی آواز کو زمین کا رونا اور انسان کے شور و واویلا کی آواز تصور کرتا ہے ان دونوں آوازوں میں سے ایک کا نام "طبیعت" اور دوسرے کا نام "انسانیت" رکھتا ہے اس دل کش منظر پر غور کر کے بے خود ہو جاتا ہے اور اتھاہ گہرائی میں پہنچ کر اپنے نفس سے سوال کرتا ہے کہ ہم یہاں کیوں ہیں؟ ان سب کا کیا مقصد؟ آیا زندگی بہتر ہے یا موت؟ پھر خدائے وحدہٗ لاشریک کی ذات گرامی کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ صرف خدائے قدوس ہی جانتا ہے کہ یہ طبیعت کا سرور و غنا جنسِ بشری کے حزن و بکار سے دواماً کیوں ممزوج ہے اور پھر دریائے حیرت میں غرق ہو جاتا ہے:-

اس طرح فیکتور ہو کو Victor Hugo نے اپنے دوسرے قصیدہ "الشموس الغاربات" (The Setting suns.) میں غروب آفتاب، شفق کا ظہور

اور افق پر گھنگور گھٹاؤں کا چھا جانا نہایت دلچسپ انداز میں بیان کیا ہے اور اس سے مخلوقات میں وجودِ خالق کے نظریہ پر بالکل اسی طرح دلیل لایا ہے جیسے معری نے اپنے حسب ذیل اشعار میں اس کو پڑھئے اور حیرت انگیز یگانگت سے لطف اندوز ہو جئے اشعار یہ ہیں :-

ادی الخلق فی امرین ماض و مقبل — وظرفین ظرف فی مدة ومکان

اذا ما سألنا عن مراد الهنا — کنی عن بیان فی الاجابة کان

یا جیسے قرآن میں ہے "اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" اور اسی "الشموس الغاربات" (The setting suns)[1] کے عمدہ اشعار میں سے یہ ہے "هذه السحب الملونة بالوان الرصاص والذهب والنحاس والحدید تستكن فیها الزوبعة والاعصار والساعقة والجحیم وتدمدم دمدمة خفیة نهر الله الذی یعلقها جمیعا فی السموات العمیقة کما یعلق الفارس علی اوتاد البیت اسلحته المتصلصلة" یہ بھی بالکل ویسے ہی ہے جیسے قرآن کے سورہ نبا میں "اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهَادًا وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا وَّجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَاءً ثَجَّاجًا لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا" اسی دیوان میں ہوگو نے ایک اعلیٰ درجہ کا قصیدہ لکھا ہے جس کا نام "الدعاء للجمیع" (Prayer To all.) ہے یہ قصیدہ قواعد النسانیہ اور فلسفہ اجتماعیہ کا مظہر ہے اس دعاء میں جو کچھ طریقہ اختیار کیا ہے یا خیالات کا اظہار کیا ہے اور جس طرح اس میں لڑکی کو مخاطب کر کے طالب دعا ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بالکل ذیل کی حدیث کی پیروی کی ہے جس کو ابو ہریرہؓ نے

---

[1] تاریخ الادب بین الافرنج والعرب

رسول کریم صلعم سے روایت کیا ہے

"قیل یا رسول اللہ من احق الناس بحسن الصحبۃ - قال - امک ثم امک ثم اباک ثم ادناک ثم ادناک"

جو قرآن میں ہے اس کو بھی دیکھئے:-

"واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا"

اور پھر لزومیات میں معری کے اشعار ملاحظہ فرمایئے:-

واعط اباک النصف حیا ومیتاً ۔۔۔ وفضل علیہ من کرامتھا الامّا

اقلّک خفاً اذ اقلتک مثقلا ۔۔۔ وارضعت الحولین واحتملت تمّا

والفتک عن جھد والقاک لذۃ ۔۔۔ وضمت وشمت مثل ما ضم او شما

اگر معری اور دوسرے شعرائے عرب کے کلام کو بنظر غائر ملاحظہ کیا جائے تو ہو کو کے اس "الدعاء للجمیع" کے اکثر خیالات میں مماثلت نظر آئے گی۔

فرانس والے جو اسلوب کی روانی اور شان و شوکت کو شاعری کا جوہر اور جزو اعظم سمجھتے تھے انھوں نے شہسواروں کے قصے حادثے اور داستانوں کو جو حیرت و استعجاب و مسرت کو پیدا کر سکیں اپنے یہاں لے لیا اور اس کو اشعار میں نظم کیا حالانکہ دوسری قوموں نے اس کو نثر میں جگہ دی ہندی قصے Dolopathos (on King and seven wise men) کا لاطینی ترجمہ ہو گیا یہ تروفیر Trouvere کا پہلا خزانہ ہے اور عربی قصے مراقشیوں نے قشتالیوں کو دیا اور قشتالیوں Catalans نے فرانس کو دیا اس کا بھی نظم میں ترجمہ ہوا Reymond Berenger اور اس کے جانشینوں نے بروفنسا Provence میں آزادی اور اولو العزمی کی روح کے ساتھ ساتھ زیب و زینت و آرائش کا ذوق مع تمام علوم عربیہ کے رائج کیا ان دونوں لطیف اشیاء کے باہمی اتحاد نے ایک نئی شاعری کی روح پھونک دی جو اس تاریک زمانہ میں بروفنسا بلکہ تمام جنوبی یورپ میں بجلی کی طرح چمکی اور ان کو منور کر دیا یہی

وہ زمانہ تھا جب شیفالیہ Chivalry پروفنسا میں وجود میں آئی یہ قدیم تصورات سے
بالکل مختلف تھی اس کی اصل خصوصی عورتوں کی خدمت واحترام تھی گیارہویں صدی
کے اخیر میں جنوبی فرانس میں اسی قسم کی شاعری کا ظہور ہوا جس کے مضامین نئے معاشرتی
اصول نئے اصطلاحات نئی شاعری کی اس جدید ترقی کی طرف رہنمائی کرنے والی کوئی چیز
فرانس کے پرانے ادب میں نہیں پائی جاتی ہاں اس نئی شاعری میں عرب اندلس کے بعض
مستحکم اثرات پائے جاتے ہیں جو نمایاں طور پہ ظاہر کرتے ہیں کہ ابتدائی پروفنسال شاعر
عربی نمونہ شاعری سے ضرور متاثر ہوا تھا اور جس طرح عربی علوم وفلسفہ کے اثرات سے ڈیپیر
رینان ۔ لبنان وغیرہم کے اقوال پر ہیں اسی طرح عربی شاعری کے اثرات پروفنسال شاعری
پر سسمنڈی (Sismondi) کی مشہور کتاب "جنوبی یورپ کے ادب کا تاریخی جائزہ" Histon of the literature of south of Europe. افسانوی داستان یا شہسوار و
مملو ومشحون[1] ہے۔

---

[1] انیسویں صدی کے نصف میں اس کے خلاف آواز سنائی دیتی ہے یہ ناقد اندلس اور پروفنسا کے
درمیان اختلاط کی ایک مستند تحریری شہادت چاہتا ہے جس کو اپنے حسب خاطر خواہ نہ پاکر دوسرے گوشہ
پر جا پہنچتا ہے اغسطس ولیم شلیگل Augustus William Schelegal ۔ ایک کتاب
"On the language and literater of Provence" مطبوعہ ۱۸۱۶ء میں پروفنسال کی شاعری
اور تہذیب پر عربی اثرات کا انکار کرتے ہوئے زمانہ وسطی کے اندلس کے مذہبی تعصب وتنفر کا ذکر کرتا
ہے حالانکہ تاریخ مراقشی اور اندلسیوں کے درمیان اس قسم کے تنفر وعناد کا پتہ نہیں دیتا قشتالیہ کے
الفانسو Alphonso of Castile کے زمانہ تک کوئی حکومت ایسی نظر نہیں آتی جہاں عیسائی
شاہزادہ مراقشی دربار میں پناہ گزیں نہ رہا ہو یا مراقشی حاکم عیسائی حکومت کے زیر سایہ نہ رہا ہو ڈیڑھ سو سال
ہم دور دیکھ‑ two Williams of Sicily سسلی کے دو ولیم اور two Rogers بلکہ فریڈرک
دوم Fredrick II کے دربار میں ہم دیکھتے ہیں کہ عرب اٹلی کے باشندے سے ملتے تھے دونوں سسلی
Two Sicilia کے صوبوں میں قاضی Judges عرب ہی منتخب ہوتے تھے تقریباً ۲ صدی دونوں
قومیں جنوب یورپ میں گہرے دوستانہ طریقہ سے ملے جلے رہے M. Raynourd نے کافی
ثبوت دیا ہے کہ رومانس زبان پرتگال میں ۱۰۳۶ء میں Alloacem کے عمارت کے کسی حصہ
میں تحریراً موجود تھی اس وقت جنوبی فرانس کے تمام صوبہ جات عبدالرحمن کے قبضے میں آچکے تھے طلیطلہ
Toledo کی فتح جو ۱۰۸۵ء میں ہوئی یہ پروفنسال کی شاعری کی تاریخ نہیں قرار دی جا سکتی جیسا کہ
Alexandres M. Ginguene نے اس کو پروفنسا شاعری کا سال مقرر کیا ہے طلیطلہ کی
(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

کے نظم میں عمدہ نازک خیالات - افلاطونی محبت - عزت و احترام کا جذبہ قوی کا کمزور کی مدد کا خیال بلند کرداری کی اُمنگ فرانس کے قدیم تروفیر Trouveres کے یہاں نہیں ملتی شہ سواروں کے داستان Romances of chivalry کے موجدین نے اپنے ہیرو کی تصویر کھینچنے میں جرمن کی وفاداری، فرانس کی بہادری اور عرب کی بلند خیالی سے کام لیا جب شہ سواروں کی داستان کی ترقی ہوئی تو اس وقت عرب کی اخلاقی حالت اوجِ کمال پر تھی نیکی پارسائی میں سرگرم تھے زبان کی پاکیزگی اور ان کے مصنفین کی نازک خیالی سے یورپ والے کسی قدر ندامت محسوس کرتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ تمام یورپ سے زیادہ اولوالعزم Musalman Moorish اندلسی تھے جو عرب ہی کے تعلیم یافتہ علماء و فضلاء تھے عرب ہی اسپین میں شہ سواروں کی داستان کے موجد تھے انھیں کے شہ سواروں کی حیرت انگیز داستان نے دلوں پر بہت اثر کیا عربوں کا دستور تھا کہ روزانہ شام کے وقت اپنے خیموں میں جمع ہو کر حیرت انگیز داستانوں کو سنتے تھے غرناطہ میں تو اس داستان کے ساتھ رقص و سرود بھی ہوتا تھا اسپین کے تاریخی قصائد ان کے "موالیا" عربی ہی شاعری سے ماخوذ ہیں جس طرح یورپ عربی ادب و افسانہ سے بلا نکیر پورے طور سے متاثر ہے مثلاً مقدس پیالہ Holy Grail کے افسانے بے شبہ شامی سرچشموں سے لئے گئے حکیم بیدپا کے اخلاقی قصے الف لیلہ کی کہانیوں نے جو اثر کیا وہ ناقابل رد ہے چاسر Chaucer کی کہانی اسکوائرز تیل Squire's Tale اصل میں الف لیلہ ہی کی ایک کہانی ہے بوکاشیو Boccaccio نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کی فتح کے معنی یہ ہیں کہ بہت سے مشہور کالج جو عرب کے قبضہ میں تھے عیسائیوں کے قبضے میں آگئے اور ان کالجوں نے درباروں کے ان باہمی اختلاط کے بہت زمانہ بعد تک جس نے ان کی شاعری کو مانوس کرایا تھا۔ سلسل علوم عربیہ کو مغرب میں پھیلانے کا سلسلہ جاری رکھا مراقشی کا اثر لاطینی پر سائنس۔ فلسفہ۔ ادب۔ تجارت۔ زراعت اور مذہبی کتابوں کے مطالعہ سے صاف نمایاں ہے لہذا یہ کس قدر تعجب خیز ہے کہ اس نے ان گانوں اور گیتوں پر اثر نہ ڈالا ہو جو تہواروں میں کی روح رواں تھے جس میں دونوں قومیں آپس میں ملتی جلتی تھیں جب کہ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ دونوں قومیں گانے اور شاعری پر کس قدر فریفتہ تھیں۔

قصے سن کر اپنی کتاب De Cameraon کی صورت میں پیش کیا بالکل اسی طرح فرانس والے شہسواروں کے داستان سے بہت متاثر ہوئے جب شارلیمان Charlemagne نے فتوحات عظیمہ کے بعد شاہنشاہ کا لقب اختیار کیا اور نصاریٰ کے حجاج کے لئے بیت المقدس کی زیارۃ کی اجازت عباسی خلیفہ سے حاصل کر لی تو اس کی بڑی شہرت ہوئی اس کی شان میں اس کے متعلق قصے اور اشعار پڑھے جانے لگے جیسے عرب والے ہارون الرشید کے لئے کیا کرتے تھے "اغانی رولاں" Chanson de Roland "حج شارلیمان" Voyage of Charle magne نظم کئے گئے اسی فرانسیسی زبان میں جس کو اس زمانے والے بولتے تھے عرب کی اس تقلید میں ان کے علاوہ اور بہت سے قصائد حروب صلیبیہ کے متعلق کہے گئے جن کا مطالعہ عرب کی تاریخ کے محققین کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ یوروپین محققین کو اپنے تاریخی غوامض کے اکتشاف کے لئے عربی کتابوں کی چھان بین کی ضرورت ہے بارہویں صدی کے اخیر میں اور تیرھویں صدی کے ابتدا میں شمالی شعرا جنوبی شعرا کی تقلید کر کے محسنات شعریہ ۔ رقت غزل ۔ عربی قوافی اور الحانِ موسیقیہ کا استعمال کیا اور اسی کے زیر اثر بہت سے دیوان مرتب کئے اور پھر اشعار ہجویہ ہزلیہ اور نکاہات کلیلہ دمنہ کے طریقہ پر اور کچھ حکایات حیوانات کی زبان سے بیان کرتے ہوئے لکھے گئے مثلاً رومان روز Romance of Rose اور رومان ثعلب Roman de Renart وغیرہ

شہسواری کی وہ روح جو قرون وسطیٰ میں چھائی ہوئی تھی جس نے جنگ جوئی کی وحشت و بربریت کو شہسواری کے ورزشی کھیلوں سے بدل دیا اور عشق و محبت نے جو ادب العالیہ پیدا کیا اور عورت سے جو محبت تراشا وہ اسی روح کا فیض تھا جو عربی شاعری نے پیدا کی تھی اور موشحات کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کیا آٹھویں صدی میں اسلیبشی زبان میں غیر نفسانی بے لوث پاک یعنی افلاطونی محبت کی تحریک کا آغاز ہوا

تھا اس پر عربی شاعری کا اثر قطعی طور پر نمایاں ہے اس کا اثر پروفنسال شاعری پر اس حد
تک ہوا جس کو پروفیسر حتی اپنی کتاب "عرب اور اسلام" میں یوں بیان کرتے ہیں "گیارہویں
صدی کے اخیر میں جنوبی فرانس کے اولین پروانسی Provencal شعرا عشق و محبت کی
شعلہ سامانیوں کو عجیب و غریب پر بہار تخیل کے سانچوں میں ڈھالتے بڑے پر زور شور کے
ساتھ نمودار ہوتے ہیں قرونِ وسطیٰ کے غزل گو شاعر جنہیں بارہویں صدی میں فروغ حاصل
ہوا تھا اپنے جنوبی "غزل سرا" Moaguesd Zejal معاصروں ہی کے پیرو تھے عربی مثالوں
کو ہی اپنے سامنے رکھ کر جنوبی یورپ میں "مسلکِ ظرافت" Cult of Dame یک بیک
نمودار ہوئی ابتدائی یورپ کی سب سے بڑی یادگار جاں سن دی رولاں" Chanson de Roland
جو ۱۱۰۰ء میں لکھی گئی جس طرح ہومر Homer کی نظموں سے تاریخی یونان کے آغاز کا
پتہ چلتا ہے بالکل اسی طرح جاں سن رولاں سے بھی ایک نئے مغربی یورپ کے تمدن کے
آغاز کے آثار و علامات کا سراغ ملتا ہے یہ کتاب اپنی تخلیق کے لحاظ سے ایک ایسے فوجی
رابطہ کی رہینِ منت ہے جو اہل یورپ نے اس زمانہ میں اسلامی اسپین سے قائم کیا تھا" سچ
تو یہ ہے کہ بقول پروفیسر حتی "یورپی ادب پر عربی زبان کا سب سے بڑا اثر یہ ہے کہ اس نے
اپنی طرز انشاء کا جو اثر ڈالا اس کی بدولت معمولی تخیل کو سخت ترین ذہنی بندشوں سے
رہائی نصیب ہوئی جن میں وہ روایات کے ہاتھوں گرفتار تھے" اسپینی ادب کے اعلیٰ مزاح
میں جس طرح عربی نمونوں کی جھلک صاف نظر آتی ہے مثلاً سروانٹس کی کہانی "دان کوشیوٹ"
دکویک راٹ Don Quixote کی ظرافت اور بذلہ سنجی میں یہی رنگ دکھائی دیتا ہے بالکل
اسی طرح یہ افلاطونی محبت بھی اسپین میں عرب ہی کے اثرات ہیں جس نے پروفنسال شاعری
میں اپنا گھر کر لیا۔ یہ مسحور کرنے والی محبت نازک و لطیف جذبات زیب و زینت و آرائش
اور ادبی محاسن سے معمور وہ محبت نہیں ہے جس کو معمولی یا جذباتی محبت سے تعبیر کیا جائے
یہ ایک درد انگیز اصول ہے عجیب و غریب نازک طریقہ ہے ایک فطری حالت ہے جو اپنے

کمال کا نمونہ عام عورتوں میں نہیں پاتا بلکہ بیوی میں پاتا ہے جس کی عزت واحترام اور حفاظت کی پاسداری اور حسن کی بے لوث محبت کا خیال ایک اخلاقی قوت پیدا کرتا ہے جس سے شاعر کی زندگی نہایت پُرشان وشوکت ہو جاتی ہے یہ فنِ محبت یہ عورت کا ادب العالیہ یہ خاتونی محبت کا طریقہ کہاں سے آیا بروفالسا والے اپنی ابتدائی شاعری میں اس سے بالکل نابلد تھے ان کے تروبادور Troubadour کی تحریریں بالکل غنائی تھیں lyrical رزمیہ epic نہ تھیں یہ ضرور بروفنسا کی شاعری کے لئے باعث فخر ہے کہ انھوں نے اولوالعزمی اور نازک خیالی کے محاسن کا خیال رکھا اور زمانہ میں برائیوں کے باوجود بلند خیالی کے عزت واحترام کی حفاظت کی جذباتِ محبت اور رموزِ محبت میں تروبادور کو عرب کی شاعری سے جو گہرا تعلق ہے وہ بروفنسا کی شاعری میں روزِ روشن کی طرح نمایاں ہے مسلمان کے نزدیک عورت ایک دیوی ہے اور غلام بھی اور اس کا حرم مندر بھی ہے اور قید خانہ بھی اس کا حرم ان تمام آراستگی اور نازک خیالات کا مجموعہ ہے جو حماسی شاعری میں نمایاں ہے اسی کی وجہ سے عربی وفارسی قصائد بروفنسال کے گانوں کا ترجمہ معلوم ہوتا ہے یہ پاک بے لوث اور افلاطونی محبت اس زمانہ کے اخلاق سے نہیں پیدا ہوئی جس کی تصویر اس زمانہ کے ادب میں نمایاں ہو عورت بقول Brunetière قرون وسطیٰ کی متوسط زندگی میں حد درجہ کی ذلیل اور ہر قسم کی قوت اور وحشیانہ برتاؤ کے لئے سرنگوں ہوتی تھی اور نہ ہی یہ خیال شیفالیہ نظموں chivalry کے نمونہ کمال میں پائی جاتی ہیں جس کی ابتدا صرف امراء کے خوش کرنے کے لئے ہوئی تھی یہ ضرور ہے کہ یورپ میں جابجا کسی قدر عورتوں کے احترام کا جذبہ تھا وہ حضرت مریم کی پاکیزہ زندگی کا لحاظ کرتے ہوئے بعض عورتوں کو فرشتہ صفت دیوی سمجھتے تھے مگر اصولی حیثیت سے تو یہ بات تھی لیکن عمل اس کے بالکل خلاف تھا اس قسم کا نازک خیال وفطری جذبات یہ عورت کا نیا ادب العالیہ درنئی فطری محبت اور پاکیزہ خیالی کنیسہ کی پاک دامن اور اچھوت عورتوں کے نمونۂ کمال سے بالکل مختلف تھا یونانی اور لاطینی ادب چاہے وہ عہد زریں ہی کا ہو مگر اس کی روحانی بنیاد کا پتہ نہیں دیتی

مگر اس کا وجود یقینی طور پر ان کی شاعری میں نمایاں ہے جس کا واحد ذریعہ اور ممکن سرچشمہ عربِ اندلس کی شاعری ہی ہو سکتی ہے گیارھویں صدی سے پہلے بلکہ بہت پہلے عرب کی شاعری اوجِ کمال پر تھی اور عرب کے قدیم زمانہ بلکہ ہر زمانہ کی شاعری کبھی بھی اس قسم کی پاکیزہ محبت اور فطری جذبات سے خالی نہ تھی کہ زمانہ جاہلیت میں اس بے لوث افلاطونی محبت کا ذکر نہایت صیقل زبان میں نادر استعارات و دل کش تشابیہ میں عمدہ عروض کے بحر و اوزان اور بے عیب قوافی لوازمات کے ساتھ ساتھ (کیوں کہ یہ عنصر صرف عرب میں قدیم سے پایا جاتا ہے) بیان کیا جاتا تھا ہر ہر غزل و قصائد میں نسیب و تشبیب کا ذکر لابدی تھا شاعر اپنی معشوقہ سے جدائی و ہجر کا غمگین خیال اور پاکیزہ محبت ہر اس موقع پر جب وہ اپنی معشوقہ کے مکانات کے کھنڈرات سے گذرتا تھا تو ضرور کرتا تھا نظم کی ابتدا ہی اس سے کرتا تھا کیوں کہ محبت کا تقاضا بھی یہی تھا جو ان کی تمام شاعری میں نمایاں ہے مثال کے لئے چند اشعار زمانہ جاہلیت کے درج کرتا ہوں:—

قفا نبك من ذكرى حبيب و منزل — بسقط اللوى بين الدخول فحومل
كانى غداة البين يوم تحملوا — لدى سمرات الحى ناقف حنظل

(امرء القیس)

عوجوا فحيوا لنعم ودمنة الدار — ماذا تحيون من نوى و احجار
وقد ارانى و نعما لاهيين بها — والدهر والعيش لم يهمم بامرار
ايام تخبرنى نعم و اخبرها — ما اكتم الناس من حاج و اسرارى

(نابغہ)

ما بكاء الكبير بالاطلال — و سوالى وما ترد سوالى
دمنة قفرة تعاورها الصيف — بريحين من صبا و شمال
لاتاتى ذكرى جبيرة ام من — جاء منها بطائف الاهوال

(اعشیٰ)

یا دار عبلة بالجواء تکلمی ✻ وعمی صباحا دار عبلة واسلمی

(عنترہ)

اذ نتنا ببینها اسماء ✻ رب ثاو یمل منه الثواء

(حارث بن حلزہ)

لخولة اطلال ببرقة ثهمد ✻ تلوح کبا فی الوشم فی ظاهر الید

وقوفا بها صحبی علی مطیهم ✻ یقولون لا تهلک اسی وتجلد

(طرفة)

امن ام اوفی دمنة لم تکلم ✻ بحومانة الدراج فالمتثلم

فلما عرفت الدار قلت لربعها ✻ الا انعم صباحا ایها الربع واسلم

(زہیر)

اور دیکھیے

سلی البانة الغیناء بالاجرع الذی ✻ بہ البان هل حییت اطلال دارک

وهل قمت فی اظلالهن عشیة ✻ مقام اخی الباساء واخترت ذلک

وهل هملت عینای فی الدار غدوة ✻ بدمع کنظم اللؤلؤ المتهالک

اری الناس یرجون الربیع وانما ✻ ربیعی الذی ارجو نوال وصالک

اری الناس یخشون السنین وانما ✻ سنیتی التی اخشی حروف احتمالک

لئن ساءنی ان نلتنی بمساءة ✻ لقد سرنی انی خطرت ببالک

لیهنک امساکی بکفی علی الحشا ✻ ورقراق عینی رهبة من زیالک

جب شاعری شہروں میں پھیلی محبت کا عنصر زیادہ مضبوط ہونے لگا بلکہ نئی نئی ترکیبیں اور لطیف جذبات شامل ہوتی گئیں شعرِ غنائی کا دور دورہ ہوا شاعری اپنی ذاتی عواطف اور فطری محبت کا مظاہرہ کرتی رہی پھر درباری شعراء کے یہاں بھی شعرِ غنائی ایک خاص قسم کے راگ تغنین و ترنم رقص و سرود اور ادبی لچک قوافی و اوزان کے ساتھ ساتھ اصل عواطف کو جوش میں لاتے

اور جذبات کو ابھارنے کے لئے استعمال کیا گیا صوفیوں میں بھی اسی عشق مجازی کے لباس میں روحانی محبت کا ذکر ہونے لگا تاکہ وہ اس طرح سے معشوق حقیقی کی اطاعت بحسن وخوبی انجام دے سکیں یہی وہ فطری اور پاکیزہ محبت ہے جس کا گہرا اثر پرو فنسا کی شاعری پر پڑا اس نئی غنائی شاعری Platonic love کی ایک خصوصیت یہی افلاطونی محبت کی بنیاد ہے جس میں محبت کے معاشرتی اصول اور اخلاقیات بھی شامل ہو گئے جو عرب کی ایک نمایاں خصوصیت اور قابل داد اور لائق دید خدمت ہے آٹھویں صدی کے اخیر میں بغداد کے دربار میں کچھ شعرا اپنے گانے کی دیوی خیالات و جذبات Amour کو بالکل اسی فن محبت کے لئے استعمال کر رہے تھے ابن داؤد نے Mohammad داؤد کتاب الزہرہ Book of Venus میں محبت کے تمام نظریات، اس کی فطرت، اصول، تاثرات کے اصول اس نمونۂ کمال کے مطابق مرتب کیا جس کو حدیث میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے "من یحب ویکتم حبہ[1] ویحیی عفیفا ویموت فھو شہید"
Whosoever loves and conceals his love, remains chaste and dies, that one by a martyr.
مسلمانوں کی تہذیب کی وسعت اور ان کی مفتوحہ حکومتوں کا باہمی اختلاط سے اس قسم کی شاعری اندلس میں نمودار ہوئی اور یہاں شمال کے عیسائیوں سے مسلسل لڑائیوں کی وجہ سے جو باہمی ارتباط ہوا اس سے اس فن نے زیادہ فروغ پایا عرب کی شاعری اور محاسن کا یہیں مظاہرہ ہوا یہاں شعرا میں سعید بن جوزی Said ibn Judi بقول ڈوزی شعر غنائی کی ایک بین مثال ہے یہاں بھی افلاطونی اور غیر نفسانی محبت کے نمونۂ کمال کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہوئی۔ ابن حزم Ibn Hazm جو نہایت متقدر مذہبی آدمی تھا جس کی عزت و احترام مذہب کے تقابلی علوم کے بانی ہونے کی حیثیت سے تمام مغرب میں کی جاتی تھی وہ بھی اس کی دوسری شاندار مثال ہے انھوں نے بھی محبت پر ایک رسالہ لکھا جو کتاب الزہرہ Book of Venus سے بھی سبقت لے گیا وہ محبت کے افلاطونی اصول سے بالکل متفق ہے اس نے محبت کی ایسی عمدہ تشریح کی ہے جو اس کے بعد میں آنے والی صدی میں تروبادور Troubadours کے یہاں پائی جاتی ہے اگرچہ یہ لوگ اس بلندی تک نہ پہنچ سکے اسی درباری شعرار کے تروبادور بہت متاثر ہوتے۔ لیکن یہاں ایک دشواری اور اہم سوال یہ ہوتا ہے کہ متقدمین تروبادور عربی نہیں جانتے تھے تو پھر کون وہ درمیانی حضرات تھے جنہوں نے اس فن کو اندلس سے پرو فنسا کی طرف منتقل کیا۔

[1] حدیث کا عربی ترجمہ ہے۔ جو محبت کرتا ہے اور اپنی محبت کو چھپا لیتا ہے اور عفت کی ساتھ زندہ رہ کر مر جاتا ہے وہ شہید ہے